نام - محمد خاور بھٹی
آئی ڈی - 16960
پرچہ - اردو
سمسٹر - دوسرا
ٹیچر - سر امجد

سوال-1

زبان کے متعلق آپ کیا جانتے ہیں؟ تفصیلاً تحریر کریں۔

جواب

اللہ تعالیٰ نے ہمیں مختلف قوتوں سے نوازا ہے جس میں سے زبان بھی ایک قوت اور اللہ کی طرف سے ایک تحفہ ہے۔ قوتِ گویائی کے ساتھ ساتھ جو اور قوتیں ہیں جیسے سننے کی اور زبان کی یہ بھی ہمارے لئے ابلاغ کا کام کرتی ہیں اور ہم انکے ذریعے اپنے پیغامات ایک دوسرے تک پہنچاتے ہیں۔ زبان کی بات کریں تو یہ وہ ذریعہ ہے جو مذکورہ بالا دونوں یعنی حرکات و سکنات اور علامات ذرائع ابلاغ سے اہم ہیں ہم بہت سی باتیں چہرے کے تاثرات اور اشارات و علامات سے کرتے ہیں لیکن یہ عمل اس وقت اہم ہوتا ہے جب ہم ایک دوسرے کی زبان نہیں جانتے۔ ~~زبان کے مطابق زبان کی تاریخ~~ تحقیق کے مطابق زبان جو انسانی قیاس ہے اس کی تاریخ زیادہ پرانی نہیں۔ پتہ چلتا ہے کہ جب ہم تاریخی دستاویزات کو جھانکتے ہیں کہ زبان کی تاریخ پانچ ہزار سال کی قبل میسر نہیں اور اس کے تحریری نمونے موجود ہیں۔ زبان الفاظ کا مجموعہ ہے اور یہ سب جانتے ہیں کہ الفاظ بہرحال

آوازیں ہیں خواہ وہ کسی بھی زبان سے الفاظ ہیں۔ مثلاً اردو کی الف
اور انگریزی کی اے بی۔ یہ آوازوں کی علامات ہیں
ہم نے جانا کہ جب مختلف آوازیں ملتی ہیں تو الفاظ بنتے ہیں اور ان
سب کی ترتیب جملے کو جنم دیتی ہے اور ان کی معنی آوازوں میں
نہیں بلکہ جملوں میں الفاظ میں چھپے ہوتے ہیں
اگر کسی کو اپنی کسی تکلیف کا اظہار کرنا ہے تو وہ کوئی بھی آواز
نکال سکتا ہے اس کے لیے ضروری نہیں کہ کوئی دوسرا شخص اس
آواز کو سمجھ جائے کہ یہ تکلیف کی بات کی جا رہی ہے لیکن مسئلہ
یہ ہوگا کہ جب اسے اس ~~تکلیف~~ تکلیف کی وجہ یا سبب آشنا
کرنا چاہیں گے تو تکلیف کیونکر ہوئی۔ بس اسی لئے ضروری ہے کہ الفاظ
کا سہارا لیا جائے اس کی وجہ یہ ہے کہ چہرے کے تاثرات اور اشارات
ہمارے مدد نہیں کریں گے۔
جب قومیں وجود میں آئیں تو زبان کے نہ ہونے کی وجہ سے بہت پیچیدگیاں
پیش آئیں اور جب انسان کی زندگی بہت پیچیدہ ہوگئی تو پھر انسانوں
کے لیے چہرے کے تاثرات اور اشارات کافی نہیں تھے۔
سورۃ البقرہ میں اللہ تعالیٰ نے مرحلہ تخلیقِ انسانی پر خاصی روشنی
ڈالی ہے اور اللہ نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں انسان کی تخلیق کر رہا
ہوں تو فرشتوں نے استفسار کیا کہ کیسے بنائے گا؟ تو اس کے جواب
میں اللہ نے آدم کو اسماء سکھایا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ زبان
کی بنیاد پہلے ہی رکھ دی گئی تھی

سوال ۔ 2

ترجمہ نگاری کیا ہے؟ ترجمہ نگاری کے بنیادی اصول کیا ہے

جواب۔

ایک زبان کی کسی تحریر یا کسی اور جملوں کو کسی دوسری زبان میں منتقل کرنے کو ترجمہ کہتے ہیں ترجمہ کرنا ایک بنیادی فن اور ایک پرانا فن ہے۔ ویسے ترجمہ نگاری تو ایک پرانا فن ہے اور اس کی اہمیت ہر زبان میں اور ہر زمانے میں ہر قوم کے لئے اہم رہی ہے اور لیکن دورِ حاضر میں اس کی اہمیت میں مزید اضافہ ہو گیا ہے۔

ہر زبان کی کچھ نہ کچھ ایسی ضروری امتیازات لازمی ہوتے ہیں جو باقی دوسری زبانوں میں نہیں ہوتیں اور اسی طرح ہر زبان کا مزاج اور اسلوب اور اصول بھی ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں۔ تاہم زبانوں میں چند ایسے گر ہوتے ہیں جن کے اصول جن کا اگر ہم خیال رکھیں تو ترجمہ کرنا آسان ہو جاتا ہے

اصول:

1. ضروری ہے کہ جس زبان سے ترجمہ کیا جا رہا ہے اس زبان کو ادب اور روزمرہ استعمال ہونے والے

Day: M T W T F S   Date: __/__/__

محاورات سے اچھی طرح واقفیت ہونا ضروری ہے

2 ضروری ہے کہ جس موضوع اور فن کا ترجمہ کیا جا رہا ہے اس کے بارے میں مکمل معلومات ہوں۔ ترجمہ کرنے سے ہم میں کافی مہارت پیدا کرتا ہے

3 ترجمہ میں زبان کی نزاکت اور حساسیت کو قائم رکھنا بھی ایک اچھی ترجمہ نگاری کی نشانی ہے اس لئے محاورات اور مترادفات میں وہ الفاظ اور محاورے استعمال کئے جائیں جو موضوع کی مناسبت پر آسانی سے بیٹھ جائیں

4 ترجمہ کرتے وقت جملے اور مضمون کی ساخت پر غور کرنا ضروری ہے ورنہ جملے کا معنی بدلنے میں بالکل بھی دیر نہیں لگتی۔ اسی لئے اس کے اجزائے ترکیبی کو مکمل طور پر گرفت میں لیا جائے اور اس کے اجزائے کلام کو مکمل طور پر ترتیب کے مطابق ترجمہ کیا جائے۔

5 جہاں زبان ان کا متقاضی نہ ہو وہاں ان کا ترجمہ نہ کیا جائے۔ جیسے کہ انگریزی کا ایک جملہ ہے "There was a king" جس کا زبان کے مزاج سے مطلب ہے "ایک بادشاہ تھا" یہ نہیں کہ "there" یعنی "یہاں ایک بادشاہ تھا"

6 اچھے ترجمے کے لئے ضروری ہے کہ الفاظ اور وہی طرز بیان اپنانا ضروری ہے جو اصل زبان میں ہے۔ یعنی اخبار کے ترجمے میں اخبار کی زبان اور ادبی ترجمے میں ادبی زبان پائے جانے والے جذبات کی پوری پوری عکاسی کرنا بھی ہوتا ہے

Day: M T W T F S Date: __/__/__

ترجمہ مکمل کرنے کے بعد ترجمہ اور اصل مضمون دونوں کو بار بار پڑھنا چاہیئے تاکہ معلوم کر سکیں کہ آسانی ہو کہ اصل مدعا کیا ہے۔ سستی کی وجہ سے اور غیر ذمہ داری کی وجہ سے اس کو لغت دیکھے بغیر نہ لکھ دیا جائے۔

7 ترجمہ میں وہی الفاظ لکھے جائیں جن سے معنی اور مضمون سے اچھی طرح واقفیت ہو۔

سوال - 3

صحافتی اور ادبی زبان میں کیا فرق ہے مثالوں سے واضح کریں۔

جواب

صحافتی اور ادبی زبان کا ایک بنیادی فرق یوں بیان کیا جا سکتا ہے کہ ایک جرنلسٹ یعنی کہ ایک صحافی جو اپنی خبر لکھتا ہے وہ زیادہ تر عام لوگ یعنی کہ وہ لوگ پڑھتے ہیں جن کا ادب سے کچھ خاص تعلق نہیں ہوتا اسی لیے جو صحافی کی زبان ہوتی ہے وہ سادہ اور آسان زبان ہوتی ہے صحافت ایک ذمہ دارانہ پیشہ ہے اور اسے جمہوریت کا ستون مانا جاتا

Checked By:............ Parents:............ Excellent ☐ Good ☐ BABAR PAPER PRODUCTS

Day. M T W T F S
Date: __/__/__

مانا جاتا ہے اور اس معاشرے میں صحافت سے تبدیلی
لائی جا سکتی ہے کیونکہ صحافتی پیشے میں زبان سادہ ہوتی
ہے اور لوگ با آسانی پڑھ اور سمجھ لیتے ہیں۔

اگر صحافت اور اخبار یا خبر نامہ کی تاریخ پر نظر ڈالی
جائے تو معلوم ہوگا کہ اس کی تاریخ انسان کی پیدائش کی
طرح کافی پرانی ہے۔ جبکہ ادبی زبان میں
میں ہمارے پاس گنجائش ہوتی ہے کہ ہم اپنی زبان
سے ~~الفاظ~~ الفاظوں کو مشکل کریں اور مشکل لفظ
~~کا~~ استعمال کر سکتے ہیں اور اگر دیکھا جائے تو
یہ مشکل لفظ ادبی زبان کا تقاضا بھی ہے۔ یہ
ادبی زبان کا کالم، فیچر وغیرہ میں استعمال کر سکتے
ہیں اور شعر و شاعری کا بھی استعمال کیا جا سکتا
ہے اردو میں بہت سے کامیاب ادیب پیدا ہوئے
ہیں جو بنیادی طور پر صحافی تھے اور بعض ایسے ادیب
بھی ملتے ہیں جنہوں نے صحافتی خدمات انجام دی
ہیں۔ پریس کی آمد سے ہی اردو ادب اور زبان
میں بہت انقلابی رونما ہوئیں۔

منشی پریم چند، فیض احمد فیض، عبد المجید صحافی تھے
لیکن ان کی صحافیانہ حیثیت پر ادبیت حیثیت پردے
پڑ گئے اور لوگ انکو ادیب اور شاعر ہی سمجھنے
لگے گئے

علامہ اقبال، جوش، فراق، فیض ان تمام شعراء کا
کلام اخبارات میں بھی شائع ہوتا رہا۔ اس طرح
سے صحافت اور ادب کے فرق کو بھی مٹائے رہے۔

Checked By:.................. Parents:.................. Excellent ☐ Good ☐
BABAR PAPER PRODUCTS